ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب وتدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۃ المائدۃ

آیات ۲۰ تا ۲۶

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ
مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۱ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا
جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝۲۲ قَالَ
رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ
غٰلِبُوْنَ ۬ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۲۳ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَآ اَبَدًا مَّا
دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝۲۴ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا
نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۵ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۶

ج ب ر

جَبَرَ يَجْبُرُ (ن) جَبْرًا : (۱) زبردستی یا دباؤ سے کسی چیز کی اصلاح کرنا۔ جیسے ٹوٹی ہوئی ہڈی جوڑنا۔ اللہ تعالیٰ کی صفت الجبار اسی معنی میں ہے۔ (۲) کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کام پر مجبور کرنا' زبردستی کرنا' بندوں کی صفت عموماً اسی معنی میں آتی ہے۔

جَبَّارٌ (فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ) : (۱) بار بار اور کثرت سے اصلاح کرنے والا۔ (۲) بار بار اور کثرت سے زبردستی کرنے والا' زبردست' طاقتور۔ آیت زیر مطالعہ۔

ت ی ہ

تَاہَ یَتِیْہُ (ض) تَیْھًا : راستے سے بھٹک جانا' سرگرداں پھرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ء س و

اَسَا یَاْسُوْ (ن) اَسْوًا : مایوسیوں کا علاج کرنا' کسی کو کسی کے لیے نمونہ بنانا۔

اُسْوَۃٌ : وہ چیز جس سے تسلی حاصل کی جائے' نمونہ۔ ﴿لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱) ''بے شک ہو چکا ہے تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بھلائی والا ایک نمونہ۔''

اَسِیَ یَاْسٰی (س) اَسًی : مایوس ہونا' افسوس کرنا۔ ﴿فَکَیْفَ اٰسٰی عَلٰی قَوْمٍ کٰفِرِیْنَ﴿۹۳﴾﴾ (الاعراف) ''پھر کیسے میں افسوس کروں ایک کافر قوم پر۔''

لَا تَاْسَ (فعل نہی) : تو افسوس مت کر' تو مایوس مت ہو۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

''یٰقَوْمِ'' دراصل ''یٰقَوْمِیْ'' ہے۔ ''لَا تَرْتَدُّوْا'' کے لائے نہی پر عطف مانیں تو ''فَتَنْقَلِبُوْا'' مجزوم ہے اور ''فا'' کو سببیہ مانیں تو یہ حالت نصب میں ہے۔ ہماری ترجیح ہے کہ اسے ''فا'' سببیہ مانا جائے۔ ''اِنَّ'' کا اسم ''قَوْمًا جَبَّارِیْنَ'' ہے' اس کی خبر محذوف ہے اور ''فِیْھَا'' قائم مقام خبر ہے۔ ''رَبِّ'' بھی دراصل ''رَبِّیْ'' ہے۔ ''اَرْبَعِیْنَ'' ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ ''سَنَۃً'' اس کی تمیز ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ قَالَ : اور جب کہا	مُوْسٰی : موسیٰ نے
لِقَوْمِہٖ : اپنی قوم سے	یٰقَوْمِ : اے میری قوم!
اذْکُرُوْا : تم یاد کرو	نِعْمَۃَ اللّٰہِ : اللہ کی نعمت کو
عَلَیْکُمْ : اپنے اوپر	اِذْ جَعَلَ : جب اُس نے بنائے
فِیْکُمْ : تم میں سے	اَنْبِیَآءَ : انبیاء
وَجَعَلَکُمْ : اور بنایا تم کو	مُّلُوْکًا : بادشاہ
وَّاٰتٰىکُمْ : اور اُس نے دیا تم کو	مَّا : وہ' جو
لَمْ یُؤْتِ : اُس نے نہیں دیا	اَحَدًا : کسی ایک کو
مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ : تمام جہانوں میں سے	یٰقَوْمِ : اے میری قوم
ادْخُلُوا : تم داخل ہو جاؤ	الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ : پاک کی ہوئی زمین میں
الَّتِیْ : جس کو	کَتَبَ : لکھا
اللّٰہُ : اللہ نے	لَکُمْ : تمہارے لیے
وَلَا تَرْتَدُّوْا : اور مت پھر جانا	عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ : اپنی پیٹھوں پر

فَتَنْقَلِبُوْا : ورنہ ہو جاؤ گے
قَالُوْا: انہوں نے کہا
اِنَّ : کہ
قَوْمًا جَبَّارِيْنَ : ایک زبردست قوم
لَنْ نَّدْخُلَهَا: ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں
يَخْرُجُوْا : وہ نکلیں
فَاِنْ: پھر اگر
مِنْهَا : اس سے
دٰخِلُوْنَ: داخل ہونے والے ہیں
مِنَ الَّذِيْنَ : ان میں سے جو
اَنْعَمَ : انعام کیا
عَلَيْهِمَا : جن پر
عَلَيْهِمُ : ان پر
فَاِذَا : پھر جب
فَاِنَّكُمْ : تو یقیناً تم
وَعَلَى اللّٰهِ : اور اللہ پر ہی
اِنْ كُنْتُمْ : اگر تم لوگ
قَالُوْا : انہوں نے کہا
اِنَّا : کہ ہم
اَبَدًا : کبھی بھی
فِيْهَا : اس میں
اَنْتَ : آپؐ
فَقَاتِلَآ : پھر آپ دونوں جنگ کریں
هٰهُنَا : یہیں
قَالَ : کہا (موسیٰ نے)
اِنِّيْ : کہ میں
اِلَّا : سوائے
وَاَخِيْ : اور اپنے بھائی کے

خٰسِرِيْنَ : نقصان اٹھانے والے
يٰمُوْسٰٓى : اے موسیٰ
فِيْهَا : اس میں ہے
وَاِنَّا : اور ہم
حَتّٰى : یہاں تک کہ
مِنْهَا : اس سے
يَّخْرُجُوْا: وہ نکلیں
فَاِنَّا : تو ہم
قَالَ رَجُلٰنِ : کہا دو مردوں نے
يَخَافُوْنَ : ڈرتے ہیں (اللہ سے)
اللّٰهُ : اللہ نے
ادْخُلُوْا : (کہ) داخل ہو جاؤ
الْبَابَ : دروازے سے
دَخَلْتُمُوْهُ : تم داخل ہو گے اس سے
غٰلِبُوْنَ : غلبہ پانے والے ہو گے
فَتَوَكَّلُوْٓا : پس تم بھروسہ کرو
مُّؤْمِنِيْنَ : مؤمن ہو
يٰمُوْسٰٓى : اے موسیٰ
لَنْ نَّدْخُلَهَآ : ہم ہرگز داخل نہیں ہوں گے اس میں
مَّا دَامُوْا : جب تک وہ رہیں گے
فَاذْهَبْ : پس جائیں
وَرَبُّكَ : اور آپؐ کا رب
اِنَّا : بے شک ہم
قٰعِدُوْنَ : بیٹھنے والے ہیں
رَبِّ : اے میرے رب
لَآ اَمْلِكُ : اختیار نہیں رکھتا
نَفْسِيْ : اپنی جان
فَافْرُقْ : پس تو جدائی ڈال دے

بَیْنَنَا : ہمارے درمیان | وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ : اور نافرمانی کرنے والی قوم کے درمیان

قَالَ : کہا (اللہ نے) | فَاِنَّھَا : تو یہ

مُحَرَّمَۃٌ : حرام کی گئی ہے | عَلَیْھِمْ : ان پر

اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً : چالیس سال تک | یَتِیْھُوْنَ : یہ سرگرداں پھریں گے

فِی الْاَرْضِ : زمین میں | فَلَا تَاْسَ : تو آپ افسوس نہ کریں

عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ : نافرمانی کرنے والی قوم پر

نوٹ: مصر سے نکلنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی منزل فلسطین تھی۔ آپؑ جب اس کے پاس پہنچے تو دشت فاران میں قیام فرمایا اور بنی اسرائیل کے بارہ سرداروں کو وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ واپس آ کر ان سرداروں نے علاقے کی زرخیزی اور شادابی کی رپورٹ دی اور یہ بھی بتایا وہاں پر آباد لوگ بڑے قدآور اور زور آور ہیں۔ یہ سن کر بنی اسرائیل نے حوصلہ ہار دیا اور جس ملک میں آباد ہونے کے لیے یہاں تک پہنچے تھے' اس میں داخل ہونے کے بجائے پھر مصر پلٹ جانے کی باتیں کرنے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ یہ علاقہ اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ بارہ میں سے دو سرداروں نے بھی ان کی ہمت بندھانے کی کوشش کی لیکن ان لوگوں نے اپنے رسول کا حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ (تدبر قرآن)

آیات ۲۷ تا ۳۱

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ
الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ ؕ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝۲۷ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ
لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۸ اِنِّیْٓ اُرِیْدُ اَنْ
تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِکَ فَتَکُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ۝۲۹ فَطَوَّعَتْ لَہٗ نَفْسُہٗ
قَتْلَ اَخِیْہِ فَقَتَلَہٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝۳۰ فَبَعَثَ اللّٰہُ غُرَابًا یَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِیُرِیَہٗ کَیْفَ
یُوَارِیْ سَوْءَۃَ اَخِیْہِ ؕ قَالَ یٰوَیْلَتٰٓی اَعَجَزْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ ھٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَۃَ
اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۝۳۱

ب ح ث

بَحَثَ یَبْحَثُ (ف) بَحْثًا : کسی چیز کو کھود کر اس میں کچھ تلاش کرنا' کریدنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ع ج ز

عَجَزَ یَعْجِزُ (ض) عَجْزًا: کسی کام کو کرنے کی قدرت نہ رکھنا' بے اختیار ہونا' عاجز ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔
عَجُوْزٌ (فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ): بہت بے اختیار' بوڑھی عورت۔ ﴿ءَ اَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ﴾ (ھود:۷۲)

''کیا میں جنوں گی اس حال میں کہ میں بڑھیا ہوں۔''

عُجُزٌ ج اَعْجَازٌ: کھجور کا کھوکھلا تنا۔ ﴿کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ﴿۲۰﴾﴾ (القمر) ''گویا کہ وہ کسی اکھڑی ہوئی کھجور کے تنے ہیں۔''

اَعْجَزَ (افعال) اِعْجَازًا: کسی کو بے اختیار کرنا' عاجز کرنا۔ ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ﴾ (فاطر: ٤٤) ''اور اللہ وہ نہیں ہے کہ اس کو بے اختیار کردے کوئی بھی چیز۔''

مُعْجِزٌ (اسم الفاعل): بے اختیار کرنے والا' عاجز کرنے والا۔ ﴿وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ﴿۱۳۴﴾﴾ (الانعام) ''اور تم لوگ عاجز کرنے والے نہیں ہو۔''

عَاجَزَ (مفاعلہ) مُعَاجَزَۃً: کسی کو ہرانے کی کوشش کرنا' مسابقت کرنا۔

مُعَاجِزٌ (اسم الفاعل): ہرانے کی کوشش کرنے والا' آگے نکلنے کی کوشش کرنے والا۔ ﴿وَالَّذِیْنَ سَعَوْا فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ﴾ (الحج: ٥١) ''اور وہ لوگ جنہوں نے بھاگ دوڑ کی ہماری نشانیوں میں ہرانے والا ہوتے ہوئے۔''

ن د م

نَدِمَ یَنْدَمُ (س) نَدَمًا: پشیمان ہونا' شرمندہ ہونا۔

نَادِمٌ (اسم الفاعل): پشیمان ہونے والا۔ آیت زیر مطالعہ

نَدَامَۃٌ (اسم ذات): پشیمانی' شرمندگی۔ ﴿وَاَسَرُّوا النَّدَامَۃَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ج﴾ (یونس: ٥٤) ''اور چھپائیں گے پشیمانی کو جب وہ لوگ دیکھیں گے عذاب۔''

ترکیب

''نَبَاَ'' کا مضاف الیہ ''اِبْنَیْنِ'' تھا جو آگے ''اٰدَمَ'' کا مضاف بنا تو اس کا نون گر گیا۔ ''بِبَاسِطٍ'' اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور اس کا مفعول ''یَدًا'' تھا۔ یائے متکلم اس کا مضاف الیہ ہے اس لیے ''یَدًا'' کی تنوین ختم ہوئی اور ''یَدِیَ'' استعمال ہوا۔ ''بِاِثْمِیْ'' کی ''بَا'' پر عطف ہونے کی وجہ سے ''اِثْمِكَ'' حالتِ جر میں آیا ہے۔ ''فَطَوَّعَتْ'' کا فاعل ''نَفْسُہٗ'' ہے۔ ''غُرَابًا'' نکرہ مخصوصہ ہے اور ''یَبْحَثُ فِی الْاَرْضِ'' اس کی خصوصیت ہے۔ ''لِیُرِیَہٗ'' میں ضمیر فاعلی اسم جلالہ (اللہ) کے لیے ہے اور ضمیر مفعولی قاتل کے لیے ہے۔ ''ھٰذَا الْغُرَابِ'' مرکب اشاری ''مِثْلَ'' کا مضاف الیہ ہے اس لیے ''اَلْغُرَابِ'' حالت جر میں آیا ہے جبکہ ''مِثْلَ'' کی نصب ''اَکُوْنَ'' کی خبر ہونے کی وجہ سے ہے۔ ''فَاُوَارِیَ'' کا ''فَا'' سببیہ ہے جس نے مضارع ''اُوَارِیْ'' کو نصب دی ہے۔

ترجمہ:

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ: اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو | نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ: حضرت آدمؑ کے دو بیٹوں کی خبر

بِالْحَقِّ :حق کے ساتھ
اِذْ :جب

قَرَّبَا :ان دونوں نے پیش کی
قُرْبَانًا :ایک قربانی

فَتُقُبِّلَ :تو قبول کی گئی
مِنْ اَحَدِهِمَا :ان دونوں کے ایک سے

وَلَمْ يُتَقَبَّلْ :اور نہیں قبول کی گئی
مِنَ الْاٰخَرِ :دوسرے سے

قَالَ :اس نے کہا
لَاَقْتُلَنَّكَ :میں لازماً قتل کروں گا تجھ کو

قَالَ :اس نے کہا
اِنَّمَا :کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَقَبَّلُ :قبول کرتا ہے
اللّٰهُ :اللہ

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ :تقویٰ کرنے والوں سے
لَئِنْ :البتہ اگر

بَسَطْتَّ :تو بڑھائے گا
اِلَيَّ :میری طرف

يَدَكَ :اپنا ہاتھ
لِتَقْتُلَنِيْ :تاکہ تو قتل کرے مجھ کو

مَآ اَنَا :تو میں
بِبَاسِطٍ :بڑھانے والا نہیں ہوں

يَّدِيَ :اپنا ہاتھ
اِلَيْكَ :تیری طرف

لِاَقْتُلَكَ :کہ میں قتل کروں تجھ کو
اِنِّيْٓ :بے شک میں

اَخَافُ :ڈرتا ہوں
اللّٰهَ :اللہ سے

رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ :جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا ہے
اِنِّيْٓ :بے شک میں

اُرِيْدُ :چاہتا ہوں
اَنْ :کہ

تَبُوْٓاَ :تو لوٹے
بِاِثْمِيْ :میرے گناہ کے ساتھ

وَاِثْمِكَ :اور اپنے گناہ کے ساتھ
فَتَكُوْنَ :نتیجتاً تو ہو جائے

مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ :آگ والوں میں سے
وَذٰلِكَ :اور یہ (ہی)

جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ :ظلم کرنے والوں کا بدلہ ہے
فَطَوَّعَتْ :پس راضی کیا

لَهٗ :اس کو
نَفْسُهٗ :اس کے نفس نے

قَتْلَ اَخِيْهِ :اپنے بھائی کے قتل پر
فَقَتَلَهٗ :تو اُس نے قتل کیا اس کو

فَاَصْبَحَ :نتیجتاً وہ ہو گیا
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ :خسارہ اٹھانے والوں میں سے

فَبَعَثَ :پھر بھیجا
اللّٰهُ :اللہ نے

غُرَابًا :ایک ایسا کوا
يَّبْحَثُ :جو کریدتا ہے

فِي الْاَرْضِ :زمین میں
لِيُرِيَهٗ :تاکہ وہ (یعنی اللہ) دکھائے اس کو

كَيْفَ :(کہ) کیسے
يُوَارِيْ :وہ چھپائے

سَوْءَةَ اَخِيْهِ : اپنے بھائی کی لاش کو — قَالَ : اُس نے کہا

يٰوَيْلَتٰى : ہائے میری بدبختی — اَ : کیا

عَجَزْتُ : میں عاجز ہوا — اَنْ : (اس سے بھی) کہ

اَكُوْنَ : میں ہوتا — مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ : اس کوے کے جیسا

فَاُوَارِيَ : تو میں چھپاتا — سَوْءَةَ اَخِيْ : اپنے بھائی کی لاش کو

فَاَصْبَحَ : پھر وہ ہو گیا — مِنَ النّٰدِمِيْنَ : پشیمان ہونے والوں میں سے

نوٹ ۱ : قرآن کریم کوئی قصہ کہانی یا تاریخ کی کتاب نہیں ہے‘ اس لیے اس میں کسی واقعہ کو تفصیلات کے ساتھ اوّل سے آخر تک بیان نہیں کیا جاتا۔ البتہ ہدایت کے لیے گزشتہ اقوام کی سرگزشت میں عبرت اور نصیحت کے پہلو کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ اس لیے قرآن کا عام اسلوب یہ ہے کہ اکثر پورا واقعہ ایک جگہ بیان نہیں کرتا‘ بلکہ اس کے جتنے حصے سے اس جگہ کی نصیحت کا تعلق ہوتا ہے‘ اس کا وہی حصہ بیان کرتا ہے (معارف القرآن)۔ اس لیے قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والوں کے حق میں مفید بات یہ ہے کہ وہ ان تفصیلات کی تلاش میں کو ملبس نہ بنیں جنہیں قرآن مجید نے نظر انداز کر دیا ہے اور اپنی توجہ کو مقصودِ کلام پر مرتکز کریں‘ ورنہ ہدایت سے محرومی کا اندیشہ ہے۔

نوٹ ۲: قابیل کو یہ جان کر کہ اس کی قربانی قبول نہیں ہوئی ہابیل پر غصہ آیا کہ اس کی قربانی کیوں قبول ہوئی۔ حالانکہ اس کی قربانی قبول نہ ہونے میں ہابیل کا کوئی دخل نہیں تھا بلکہ قصور اس کا اپنا تھا۔ لیکن جب آدمی پر حسد کا دورہ پڑتا ہے تو اس کو اپنی نالائقیاں نظر نہیں آتیں بلکہ وہ اپنی ناکامی کے اسباب دوسروں پر ڈالتا ہے (تدبرِ قرآن)۔ ﴿اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ میں حاسد کے حسد کے علاج کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی کو جب یہ نظر آئے کہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہے جو اس کو حاصل نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اپنی عملی کوتاہی اور گناہوں کی اصلاح کی فکر کرے۔

آیات ۳۲ تا ۳۴

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَقَدْ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۡ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ اِنَّمَا جَزٰۗؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۭ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ن ف و

نَفَا يَنْفُوْ (ن) نَفْوًا : (۱) کسی کو کسی جگہ سے ہٹانا‘ نکالنا۔ (۲) ملک بدر کرنا (۳) قید کرنا۔ آیت زیر مطالعہ

ترکیب

''اَنَّهٗ'' میں ضمیر الشان ہے۔ ''فَسَادٍ'' کی جر بتا رہی ہے کہ یہ ''بِغَیْرِ'' کا دوسرا مضاف الیہ ہے۔ ''قَتَلَ'' کا مفعول ''النَّاسَ'' ہے اور ''جَمِیْعًا'' تمیز ہے۔ ''اَحْیَاهَا'' کی ضمیر ''نَفْسًا'' کے لیے ہے۔ ''اِنَّ'' کا اسم ''کَثِیْرًا مِّنْهُمْ'' ہے اور ''لَمُسْرِفُوْنَ'' اس کی خبر ہے۔

ترجمہ:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ : اس وجہ سے	كَتَبْنَا : ہم نے لکھا
عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ : بنی اسرائیل پر	اَنَّهٗ : کہ حقیقت یہ ہے کہ
مَنْ : جس نے	قَتَلَ : قتل کیا
نَفْسًا : کسی جان کو	بِغَیْرِ نَفْسٍ : کسی جان کے (بدلے کے) بغیر
اَوْ : یا	فَسَادٍ : کسی فساد کے بغیر
فِی الْاَرْضِ : زمین میں	فَكَاَنَّمَا : تو گویا
قَتَلَ : اُس نے قتل کیا	النَّاسَ : انسانوں کو
جَمِیْعًا : تمام کے تمام	وَمَنْ : اور جس نے
اَحْیَاهَا : زندہ رکھا اس کو	فَكَاَنَّمَآ : تو گویا
اَحْیَا : اُس نے زندہ رکھا	النَّاسَ : انسانوں کو
جَمِیْعًا : تمام کے تمام	وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ : اور آچکے ہیں ان کے پاس
رُسُلُنَا : ہمارے رسول	بِالْبَیِّنٰتِ : واضح (نشانیوں) کے ساتھ
ثُمَّ : پھر	اِنَّ : بے شک
كَثِیْرًا مِّنْهُمْ : ان میں سے اکثر	بَعْدَ ذٰلِكَ : اس کے بعد
فِی الْاَرْضِ : زمین میں	لَمُسْرِفُوْنَ : یقیناً حد سے تجاوز کرنے والے ہیں
اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ : ان لوگوں کی سزا جو
یُحَارِبُوْنَ : لڑتے ہیں	اللّٰهَ : اللہ سے
وَرَسُوْلَهٗ : اور اُس کے رسول سے	وَیَسْعَوْنَ : اور بھاگ دوڑ کرتے ہیں
فِی الْاَرْضِ : زمین میں	فَسَادًا : (حقوق وفرائض کا) توازن بگاڑنے کو
اَنْ : (یہ ہے) کہ	یُّقَتَّلُوْٓا : وہ لوگ قتل کیے جائیں
اَوْ یُصَلَّبُوْٓا : یا پھانسی دیے جائیں	اَوْ تُقَطَّعَ : یا کاٹے جائیں
اَیْدِیْهِمْ : ان کے ہاتھ	وَاَرْجُلُهُمْ : اور ان کے پیر
مِّنْ خِلَافٍ : مخالف (طرف) سے	اَوْ یُنْفَوْا : یا وہ قید کیے جائیں

مِنَ الۡاَرۡضِ : زمین سے (نکال کر) | ذٰلِکَ : یہ
لَهُمۡ : ان کے لیے | خِزۡیٌ : رسوائی ہے
فِی الدُّنۡیَا : دنیا میں | وَلَهُمۡ : اور ان کے لیے
فِی الۡاٰخِرَةِ : آخرت میں | عَذَابٌ عَظِیۡمٌ : ایک عظیم عذاب ہے
اِلَّا الَّذِیۡنَ : سوائے ان کے جنہوں نے | تَابُوۡا : توبہ کی
مِنۡ قَبۡلِ : اس سے پہلے | اَنۡ : کہ
تَقۡدِرُوۡا : تم لوگ قابو پاؤ | عَلَیۡهِمۡ : ان پر
فَاعۡلَمُوۡۤا : پس جان لو | اَنَّ اللّٰهَ : کہ اللہ
غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ : بخشنے والا' رحم کرنے والا ہے

نوٹ ۱: اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کا مطلب ہے اسلام کے عدل اجتماعی اور اس کے قوانین کے خلاف تگ ودو کرنا۔ چھوٹے پیمانے پر راہزنی وڈکیتی ہو یا بڑے پیمانے پر اسلامی نظام کی جگہ کوئی دوسرا نظام قائم کرنے کی جدوجہد ہو' وہ دراصل اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف جنگ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے تعزیراتِ ہند میں ہر اُس شخص کو جو ہندوستان میں برطانوی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے بادشاہ کے خلاف لڑائی (waging war against the king) کا مجرم قرار دیا گیا تھا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ ۲: مختلف سزائیں بیان کر دی گئی ہیں۔ اب یہ عدالت کا کام ہے کہ ہر مجرم کو اس کے جرم کی نوعیت کے مطابق سزا دے (تفہیم القرآن)۔ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ کے متعلق حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ اگر مجرم کو یہاں سے نکال کر دوسرے شہروں میں آزاد چھوڑ دیا جائے تو وہاں کے لوگوں کو ستائے گا۔ اس لیے ایسے مجرم کو قید کر دیا جائے۔ یہی اس کو زمین سے نکالنا ہے کہ زمین میں کہیں چل پھر نہیں سکتا۔ امام ابوحنیفہؒ نے بھی یہی اختیار فرمایا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۳: شریعت اسلام میں سزاؤں کی تین قسمیں ہیں: (۱) تعزیرات (۲) قصاص اور (۳) حدود۔ جن جرائم کی سزا قرآن وسنّت نے متعیّن نہیں کی بلکہ حکام کی صوابدید پر چھوڑا ہے ان کو تعزیرات کہتے ہیں۔ حالات کے تحت یہ سزائیں ہلکی یا سخت بھی کی جاسکتی ہیں اور معاف بھی کی جاسکتی ہیں۔ ان میں حکام کے اختیارات وسیع ہیں۔

جن جرائم کی سزائیں قرآن وسنت نے متعین کر دی ہیں ان میں سے ایک قسم کی سزا کو قصاص کہتے ہیں۔ ان میں حقوق العباد کا پہلو غالب ہے۔ اس لیے جرم ثابت ہو جانے کے بعد عدالت یا حکومت کو مجرم کی سزا میں کمی کرنے یا معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ یہ اختیار متاثر بندے یا مقتول کے ولی کو حاصل ہو جاتا ہے۔ وہ چاہے تو سزا دلوائے یا قصاص لے لے یا فی سبیل اللہ معاف کر دے۔

قرآن وسنّت کی معیّن کردہ سزاؤں کی دوسری قسم کو حدود کہتے ہیں۔ ان میں حقوق اللہ کا پہلو غالب ہے۔ اس لیے جرم ثابت ہو جانے کے بعد سزا میں معمولی سا بھی تغیّر وتبدل یا کمی بیشی کرنے کی حکومت یا عدالت یا متاثر بندے کو اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح توبہ کر لینے سے بھی دنیوی سزا معاف نہیں ہو گی۔ البتہ مخلصانہ توبہ سے آخرت

کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ حدود اللہ میں سفارش کرنے اور سننے سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

حدود کی سزائیں سخت ہیں اور ان کے نفاذ کا قانون بھی سخت ہے‘ لیکن معاملہ کو معتدل کرنے کے لیے ثبوتِ جرم کی شرطیں بھی سخت رکھی گئی ہیں۔ اور ثبوت میں ادنیٰ سا شبہ بھی پایا جائے تو حد ساقط ہو جاتی ہے‘ البتہ تعزیری سزا دی جاسکتی ہے۔ مثلاً زنا کے ثبوت میں تین گواہ ہیں جو ثقہ ہیں جن پر جھوٹ کا شبہ نہیں ہوسکتا‘ مگر از روئے شریعت چوتھا گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حد شرعی جاری نہیں ہوگی‘ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کو کھلی چھٹی دے دی جائے گی‘ بلکہ عدالت اس کو مناسب تعزیری سزا دے گی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیات ۳۵ تا ۳۷

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۡ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ۝

و س ل

وَسَلَ يَسِلُ (ض) وَسِيْلَةً : کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا (مفردات القرآن)۔ اللہ تک تقرب حاصل کرنا۔ (المنجد)

وَسِيْلَةٌ (اسم ذات بھی ہے) :تقرب‘ قربت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

’’وَابْتَغُوْا‘‘ کا مفعول ’’اَلْوَسِيْلَةَ‘‘ ہے۔ ’’اِلَيْهِ‘‘ اور ’’سَبِيْلِهٖ‘‘ کی ضمیریں اسم جلالہ کے لیے ہیں۔ ’’لَوْ‘‘ شرطیہ ہے۔ ’’مِثْلَهٗ‘‘ اور ’’مَعَهٗ‘‘ کی ضمیریں ’’مَا فِي الْاَرْضِ‘‘ کے لیے ہیں۔ ’’جَمِيْعًا‘‘ تمیز ہے۔ ’’مَا تُقُبِّلَ‘‘ ماضی مجہول ہے‘ لیکن یہ ’’لَوْ‘‘ کا جواب شرط ہے‘ اس لیے اس کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ :اے لوگو جو	اٰمَنُوْا :ایمان لائے
اتَّقُوا :تم لوگ تقویٰ کرو	اللّٰهَ :اللہ کا
وَابْتَغُوْٓا :اور تلاش کرو	اِلَيْهِ :اس کی طرف
الْوَسِيْلَةَ :قربت کو	وَجَاهِدُوْا :اور تم لوگ جدوجہد کرو
فِيْ سَبِيْلِهٖ :اُس کی راہ میں	لَعَلَّكُمْ :شاید کہ تم
تُفْلِحُوْنَ: فلاح پاؤ	اِنَّ الَّذِيْنَ :یقیناً جنہوں نے
كَفَرُوْا :کفر کیا	لَوْ :اگر

اَنَّ : یہ کہ
لَهُمْ : ان کے لیے

مَّا : وہ ہو جو
فِي الْاَرْضِ : زمین میں ہے

جَمِيْعًا : سب کا سب
وَّمِثْلَهٗ : اور اس کے جیسا

مَعَهٗ : اس کے ساتھ
لِيَفْتَدُوْا : تا کہ وہ خود کو چھڑائیں

بِهٖ : جسے دے کر
مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن کے عذاب سے

مَا تُقُبِّلَ : تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا
مِنْهُمْ : ان سے

وَلَهُمْ : اور ان کے لیے ہے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ایک دردناک عذاب

يُرِيْدُوْنَ : وہ لوگ چاہیں گے
اَنْ : کہ

يَّخْرُجُوْا : وہ نکلیں
مِنَ النَّارِ : آگ سے

وَ : حالانکہ
مَا هُمْ : وہ لوگ نہیں ہیں

بِخٰرِجِيْنَ : نکلنے والے
مِنْهَا : اس سے

وَلَهُمْ : اور ان کے لیے ہے
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ : ایک ہمیشہ قائم رہنے والا عذاب

نوٹ : عربی میں ''وَسِيْلَةٌ'' کا لفظ ''قربت'' کے معنی میں بھی آتا ہے اور ''ذریعہ'' کے معنی میں بھی۔ لیکن قرآن مجید میں یہ لفظ دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ قربت کے معنی میں آیا ہے۔ اذان سننے کے بعد ہم جو دعا مانگتے ہیں اس میں یہ لفظ قربت کے مقام کے لیے آیا ہے۔

اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کے منع کردہ کاموں سے رکے رہو اور اس کی طرف قربت تلاش کرو۔ حضرات مجاہدؒ ابو وائلؒ حسنؒ ابن زید علیہم اللہ اور بہت سے مفسرین سے بھی یہی مروی ہے۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ خدا کی اطاعت اور اس کی مرضی کے اعمال سے اس سے قریب ہوتے جاؤ۔ ان ائمہ نے وسیلے کے جو معنی اس آیت میں کیے ہیں اس پر سب مفسرین کا گویا اجماع ہے اور کسی ایک کا بھی خلاف نہیں ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وسیلے سے بڑا درجہ جنت میں کوئی نہیں ہے، پس تم اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے کے ملنے کی دعا کرو۔ (منقول از ابن کثیرؒ)

آیات ۳۸ تا ۴۰

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۹ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۴۰

س ر ق

سَرَقَ يَسْرِقُ (ض) سَرْقَةً : کوئی چیز چرانا۔ ﴿یٰاَبَانَا اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ﴾ (یوسف:۸۱)''اے ہمارے باپ! بے شک آپ کے بیٹے نے چوری کی۔''

سَارِقٌ (اسم الفاعل) : چوری کرنے والا' چور۔ آیت زیر مطالعہ۔

اِسْتَرَقَ (افتعال) اِسْتِرَاقًا : اہتمام سے چرانا۔ ﴿اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ﴾ (الحجر:۱۸)''سوائے اُس کے جس نے چپکے سے چرایا سننے کو۔''

ترکیب

''اَلسَّارِقُ'' اور ''اَلسَّارِقَةُ'' پر لام جنس ہے اور یہ مبتدأ ہونے کی وجہ سے حالتِ رفع میں ہیں۔ ان کی خبر محذوف ہے جو ''اِذَا سَرَقَا'' ہو سکتی ہے۔ ''اِذَا'' محذوف کا جواب شرط ''فَاقْطَعُوْا'' ہے۔ ''جَزَاءً'' اور ''نَكَالًا'' حال ہیں۔

ترجمہ:

وَالسَّارِقُ :اور چوری کرنے والا	وَالسَّارِقَةُ : اور چوری کرنے والی (جب چوری کریں)
فَاقْطَعُوْٓا :تو کاٹ دو	اَيْدِيَهُمَا :ان دونوں کے ہاتھ
جَزَآءً :بدلہ ہوتے ہوئے	بِمَا :بسبب اس کے جو
كَسَبَا :ان دونوں نے کمایا	نَكَالًا :عبرت ہوتے ہوئے
مِّنَ اللّٰهِ :اللہ (کی طرف) سے	وَاللّٰهُ :اور اللہ
عَزِيْزٌ :بالادست ہے	حَكِيْمٌ :حکمت والا ہے
فَمَنْ :پھر جس نے	تَابَ :توبہ کی
مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ :اپنے ظلم کے بعد	وَاَصْلَحَ :اور اصلاح کی
فَاِنَّ اللّٰهَ :تو یقیناً اللہ	يَتُوْبُ عَلَيْهِ :اس کی توبہ قبول کرتا ہے
اِنَّ اللّٰهَ :بے شک اللہ	غَفُوْرٌ :بے انتہا بخشنے والا ہے
رَّحِيْمٌ :ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اَلَمْ :کیا
تَعْلَمْ :تو نے نہیں جانا	اَنَّ :کہ
اللّٰهَ :اللہ	لَهٗ :اُسی کی ہے
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	يُعَذِّبُ :وہ عذاب دیتا ہے
مَنْ :اس کو' جس کو	يَّشَآءُ :وہ چاہتا ہے
وَيَغْفِرُ :اور وہ بخش دیتا ہے	لِمَنْ :اس کو' جس کو

يَّشَآءُ: وہ چاہتا ہے — وَاللّٰهُ: اور اللہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ: ہر چیز پر — قَدِيْرٌ: قادر ہے

نوٹ ۱: متعدد احادیث میں مختلف اشیاء کی چوری پر ہاتھ کاٹنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان احادیث اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے فیصلوں کی بنیاد پر مختلف فقہاء نے مختلف چیزوں کو ہاتھ کاٹنے کے حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پھل' گوشت' پکا ہوا کھانا' غلّہ جس کا ابھی کھلیان نہ کیا گیا ہو' کھیل اور موسیقی کے آلات' چرتے ہوئے جانور اور بیت المال کی چوری ہاتھ کاٹنے کی سزا سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے چوروں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان کو مناسب تعزیری سزا دی جائے گی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ ۲: فقہاء اس پر متفق ہیں کہ چور اگر چوری کرنے کے بعد' خواہ گرفتاری سے پہلے یا بعد میں' توبہ کر لے تو دنیاوی سزا یعنی ہاتھ کاٹنے کی سزا معاف نہیں ہوگی۔ اس کی توبہ قبول ہونے کا مطلب آخرت کے عذاب سے معافی ملنا ہے۔ (معارف القرآن)

آیات ۴۱ تا ۴۳

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ښ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

س ح ت

سَحَتَ يَسْحَتُ (ف) سَحْتًا: پھل سے چھلکا اتارنا یا گوشت سے چربی چھیلنا' کسی کو ہلاک کرنا۔

سُحْتٌ: حرام اور ناپاک کمائی جو دنیا میں عار اور آخرت میں ہلاکت کا سبب ہے۔ آیت زیر مطالعہ۔

اَسْحَتَ (افعال) اِسْحَاتًا: جڑ سے اکھاڑ دینا' بیخ کنی کرنا۔ ﴿لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ﴾ (طٰہٰ: ٦١) ''تم لوگ مت باندھو اللہ پر جھوٹ ورنہ وہ اکھاڑ پھینکے گا تم لوگوں کو عذاب سے۔''

ترجمہ:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ :اے رسولؐ

الَّذِيْنَ :وہ لوگ جو

فِي الْكُفْرِ :کفر میں

قَالُوْٓا :کہا

بِاَفْوَاهِهِمْ :اپنے مونہوں سے

لَمْ تُؤْمِنْ :ایمان لائے ہی نہیں

وَمِنَ الَّذِيْنَ :اور ان میں سے جو

سَمّٰعُوْنَ :بہت ٹوہ لگانے والے ہیں

سَمّٰعُوْنَ :جاسوسی کرنے والے ہیں

لَمْ يَاْتُوْكَ :جو ابھی نہیں آئے آپ کے پاس

الْكَلِمَ :کلاموں کو

يَقُوْلُوْنَ :کہتے ہیں

اُوْتِيْتُمْ :تم لوگوں کو دیا جائے

فَخُذُوْهُ :تو پکڑ لو اس کو

لَّمْ تُؤْتَوْهُ :تم کو نہ دیا جائے وہ

وَمَنْ :اور جس کے لیے

اللّٰهُ :اللہ

فَلَنْ تَمْلِكَ :تو آپ کو ہرگز اختیار نہیں

مِنَ اللّٰهِ :اللہ سے

اُولٰٓئِكَ :وہ لوگ ہیں

لَمْ يُرِدِ :ارادہ نہیں کیا

اَنْ :کہ

قُلُوْبَهُمْ :ان کے دلوں کو

فِي الدُّنْيَا :دنیا میں

وَّلَهُمْ :اور ان کے لیے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ :ایک عظیم عذاب ہے

لَا يَحْزُنْكَ :چاہیے کہ غمگین نہ کریں آپؐ کو

يُسَارِعُوْنَ :دوڑ دھوپ کرتے ہیں

مِنَ الَّذِيْنَ :ان میں سے جنہوں نے

اٰمَنَّا :ہم ایمان لائے

وَ :حالانکہ

قُلُوْبُهُمْ :ان کے دل

هَادُوْا :یہودی ہیں

لِلْكَذِبِ :جھوٹ (پھیلانے) کے لیے

لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ :ایک دوسری قوم کے لیے

يُحَرِّفُوْنَ :وہ لوگ پھیرتے ہیں

مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ :ان کے رکھنے کی جگہوں (کے تعین) کے بعد سے

اِنْ :اگر

هٰذَا :یہ

وَاِنْ :اور اگر

فَاحْذَرُوْا :تو تم لوگ بچو

يُّرِدِ :ارادہ کرتا ہے

فِتْنَتَهٗ :اس کی آزمائش کا

لَهٗ :اس کے لیے

شَيْئًا :کچھ بھی

الَّذِيْنَ :جن کے لیے

اللّٰهُ :اللہ نے

يُّطَهِّرَ :وہ پاک کرے

لَهُمْ :ان کے لیے

خِزْيٌ :ایک رسوائی ہے

فِي الْاٰخِرَةِ :آخرت میں

سَمّٰعُوْنَ :بہت ٹوہ لگانے والے

لِلْكَذِبِ :جھوٹ (پھیلانے) کے لیے	اَكّٰلُوْنَ :رج کے کھانے والے
لِلسُّحْتِ :حرام کی کمائی کے لیے	فَاِنْ :پھر اگر
جَآءُوْكَ :وہ لوگ آئیں آپؐ کے پاس	فَاحْكُمْ :تو آپؐ فیصلہ کریں
بَيْنَهُمْ :ان کے درمیان	اَوْ :یا
اَعْرِضْ :اعراض کریں	عَنْهُمْ :ان سے
وَاِنْ :اور اگر	تُعْرِضْ :آپؐ اعراض کریں گے
عَنْهُمْ :ان سے	فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ :تو وہ ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے آپؐ کو
شَيْئًا: کچھ بھی	وَاِنْ :اور اگر
حَكَمْتَ :آپؐ فیصلہ کریں	فَاحْكُمْ :تو آپؐ فیصلہ کریں
بَيْنَهُمْ :ان کے درمیان	بِالْقِسْطِ :انصاف سے
اِنَّ اللّٰهَ :بے شک اللہ	يُحِبُّ : پسند کرتا ہے
الْمُقْسِطِيْنَ :انصاف کرنے والوں کو	وَكَيْفَ :اور کیسے
يُحَكِّمُوْنَكَ:وہ لوگ حکم مانیں گے آپؐ کو	وَ:اس حال میں کہ
عِنْدَهُمُ :ان کے پاس	التَّوْرٰىةُ :تورات ہے
فِيْهَا :اس میں	حُكْمُ اللّٰهِ :اللہ کا حکم ہے
ثُمَّ :پھر	يَتَوَلَّوْنَ :منہ پھیرتے ہیں
مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ :اس کے (نزول) کے بعد سے	وَمَآ اُولٰٓئِكَ :اور وہ لوگ نہیں ہیں
بِالْمُؤْمِنِيْنَ :ایمان لانے والے	

نوٹ :اللہ کی طرف سے کسی کو فتنہ میں ڈالنے کا ایک مطلب یہ ہے اور یہاں یہی مراد ہے کہ کسی شخص کے اندر جب برائی پرورش پاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ایسے مواقع لاتا ہے جس میں اس کی سخت آزمائش ہوتی ہے' تاکہ وہ سنبھل جائے اور اپنی اصلاح کر لے۔ لیکن اگر وہ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا تو پھر وہ مزید برائی میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ فتنہ ہے جس سے کسی بگڑتے ہوئے انسان کو بچالینا اس کے کسی خیر خواہ کے بس میں نہیں ہوتا۔ (تفہیم القرآن)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور دعوت وتبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔